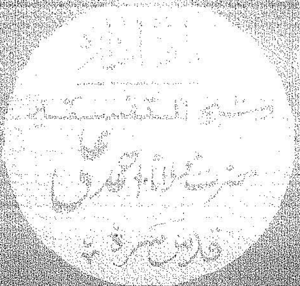


ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

رزق تو خدا نے پہنچانا ہی ہے

ایک دفعہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بادشاہ ناراض ہو گیا اور حکم دے دیا کہ ضروریاتِ زندگی میں سے کوئی چیز اُن کے پاس نہ پہنچنے پائے۔ پہرے بٹھا دیے گئے۔ جو اُن کے ہاں آتا، اس کی تلاشی لے کر آنے دیتے۔

ایک دن وہ خادم کو ساتھ لے کر باہر تشریف لے گئے اور خادم سے فرمایا۔ جو جی چاہے، خرید لو۔ خادم نے جب دیکھا کہ بازار لگا ہوا ہے اور ہر چیز موجود ہے تو عرض کی کہ حضرت! یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمایا کہ ہمارے حصہ کا جو رزق تھا اس کو ہمیں پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ عظام کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ یہاں جنگل میں بازار لگا کر بیٹھا کریں۔

(ملفوظات حضرت لاہوری رحمہ اللہ ص ۱۴۸)



۶۰ پیسے

۵ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ
۱۲ ستمبر ۱۹۷۵ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

صفا پہاڑی پر خطاب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِىْ يَا بَنِىْ فِهْرٍ يَا بَنِىْ عَدِىٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِىْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا۔ قَالَ فَاِنِّىْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ۔ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ۔ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ متفق علیہ

وَفِىْ رِوَايَةٍ نَادٰى يَا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِىْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَاُ اَهْلَهٗ فَخَشِىَ اَنْ يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهْ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی "اور ڈرائیے اپنے قریب کے کنبے والوں کو" تو چڑھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر پھر پکار کر کہنے لگے اے فہر کی اولاد! اے عدی کی اولاد! (یہ سب قریش کے خاندان تھے) یہاں تک کہ یہ سب جمع ہو گئے۔ پھر فرمایا بتاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ گھاٹی میں سوار ہیں اور تم کو لوٹ لینے کا ارادہ رکھتے ہیں کیا تم مجھے سچا سمجھوگے۔ سب نے کہا ہاں۔ آپ کو ہم نے سوائے سچ کے کچھ بولتے نہیں دیکھا۔ فرمایا تو سن لو اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ یہ سن کر ابولہب بولا۔ تباہی ہو تیرے لیے باقی دن میں کیا ہمیں تو نے اسی لیے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "تباہ ہوئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہوا۔" ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پکار کر کہا۔ اے عبد مناف کی اولاد! تمہاری اور میری مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص نے دشمن کو چڑھ کر آتے دیکھا تو وہ دوڑا کہ اپنے لوگوں کو بچا لوں پھر اسے ڈر ہوا کہ کہیں دشمن مجھ سے پہلے نہ پہنچ جائیں اس لیے اس نے چلانا شروع کیا۔ لوگو! ہشیار! دشمن تمہیں لوٹنے مارنے کے لئے آ پہنچا ہے۔

یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے اور ان دنوں کی بات ہے جب حضورؐ اور آپ کے ماننے والے اپنے اپنے گھروں میں چھپ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اسی وقت سورۃ الشعراء کی یہ آیت اتری وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ تبلیغ رسالت کا کام سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں ہی سے شروع کرنا ہے سب سے پہلے انہی کو ڈراؤ۔ آپ نے یہ حکم سن کر صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر قریش کو جمع کیا اور پوچھا بتاؤ میں نے تم سے کبھی کوئی جھوٹی بات کہی ہے؟ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا۔ کہ ہم نے آپ کے منہ سے سوائے سچ کے کچھ نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا تو پھر سن لو کہ اگر اللہ کے سخت عذاب سے بچنا ہے تو میرا کہا مانو۔ عذاب یقینی ہے اور اس کے بغیر تم آنے والے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ لیکن آدمی کا

(باقی صفحہ ۔ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

— جاری کردہ —
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہ العزیز

— رئیس التحریر —
مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

— مدیر مسئول —
جانشینِ شیخ التفسیرؒ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

— مدیر —
محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارۂ تحریر
مولانا محمد اجمل
زاہد الراشدی
حافظ عبد مجید
حافظ مقصود احمد
صالح محمد خان حضروی

بدل اشتراک

سالانہ	۰۰ — ۲۶
ششماہی	۰۰ — ۱۴
سہ ماہی	۰۰ — ۷
فی شمارہ	۶۰ — ۰

بلوچستان

حکمرانو! ہوش میں آؤ!

۳۰ اگست کے روزنامہ جنگ راولپنڈی کے مطابق بلوچستان کے ایک پرانے سیاسی رہنما قاضی محمد عیسیٰ نے بار کونسل حیدرآباد کی عمارت میں وکلاء سے خطاب کرتے ہوئے بلوچستان کے سلسلہ میں حکومت کی امتیازی پالیسی پر سخت اور کڑی نکتہ چینی کی۔

انہوں نے کہا کہ ایک طرف تو قبائلی اور سرداری نظام کی مذمت کی جاتی ہے جبکہ دوسری طرف انہی سرداروں کو صوبہ پر مسلط کیا گیا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ قوانین کے نفاذ میں بھی بلوچستان سے امتیازی سلوک ہو رہا ہے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ قتل تک کے مقدمات کے لیے کوئٹہ قلات آرڈیننس کے پیشِ نظر ٹریبونل بنائے جاتے ہیں جو ان مقدمات کی سماعت ہی نہیں کرتے بلکہ موت کی سزائیں بھی دیتے ہیں۔

موصوف مسلم لیگ کے ایک پرانے کارکن اور رہنما ہیں اور اپنے مخصوص مفادات کے پیشِ نظر آج کل سرحد کے "مرد آہن" خان عبدالقیوم خان کی مسلم لیگ سے وابستہ ہیں۔

خبر میں بتایا گیا ہے کہ آنجناب کی تقریر کے دوران قیوم لیگ کے سربراہ اور مرکزی وزیر داخلہ عبدالقیوم خان بھی موجود تھے۔ یہ تو ہم نہیں کہتے کہ قیوم خان کے آقائے ولی نعمت نے اس سلسلہ میں ان سے بازپرس کی ہے یا نہیں کہ تمہاری موجودگی میں تمہاری پارٹی کے ایک ذمہ دار فرد نے ہماری بے اعتدالیوں، قانون شکنیوں اور دھاندلیوں کا کیوں پردہ چاک کیا اور اس پر کیوں احتجاج کیا؟ جبکہ تم ہمارے حلیف ہو اور ہم نے تمہیں از رہ کرم گستری سنبھال رکھا ہے۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ سچ سچ ہے اور وہ کبھی کبھار زبان پر آ جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ بعد از خرابیٔ بسیار قاضی عیسیٰ صاحب کی زبان پر آیا اور آیا بھی اپنے لیڈر کی موجودگی میں! اور شاید اس موقع پر سچی آواز بلند کرنے میں یہ راز بھی مضمر ہو کہ اپنے

لیڈر کو جھنجھوڑا جا سکے کہ میاں تم تو ایک عدد وزارت لے کر اپنا سب کچھ ہی گنوا بیٹھے ہو اور ہماری یہ درگت بن رہی ہے تو اس کی ایک فیصد بھی توقع نہیں کہ "خان اعظم" کا احساس انگڑائی لے گا اور وہ اس دھاندلی پر کسی نہ کسی درجہ میں احتجاج کریں گے لیکن بے چارے قاضی صاحب نے رونا تو رو ہی دیا۔

جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے اس کے ساتھ گرم پانی کا طویل و عریض سمندر ہے۔ اس لیے ایک عرصہ سے وہ عالمی طاقتوں کی للچائی ہوئی نظروں کا شکار ہے اور بیرونی دنیا کی اس ہوس و حرص نے اسے اپنے گھر میں اجنبی بنا رکھا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد بھی ایک عرصہ تک وہ ایک صوبہ کی حیثیت اپنے حقوق سے یونہی محروم رہا۔ اور جب اب آکے اس کے حقوق ملے اور اس کی اسمبلی معرض وجود میں آئی اور باقاعدہ انتخاب کے ذریعہ وہاں کے نمائندے منتخب ہوئے تو اس پر کئی اور آفتیں نازل ہونا شروع ہو گئیں جن کا سلسلہ اب تک ختم نہیں ہو رہا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ۷۰ء کے انتخاب میں وہاں کی صوبائی اسمبلی میں اکثریتی گروپ نیشنل عوامی پارٹی کا تھا اور تین ممبر جمعیۃ علماء اسلام کے تھے۔ اسی طرح وہاں سے قومی اسمبلی کے لیے منتخب ہونے والے پانچوں نمائندے ان دونوں جماعتوں کے تھے اور موجودہ حکمران پارٹی پی۔ پی کا تو ایک بھی نمائندہ منتخب نہ ہوا تھا بلکہ اس پارٹی نے اکا دکا جو امیدوار کھڑے کیے تھے ان کی ضمانتیں تک ضبط ہو گئی تھیں۔ لیکن آج حالت یہ ہے کہ وہاں کی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر اور جمعیۃ علماء اسلام کے جی دار بہادر اور مخلص ممبر مولانا سید محمد شمس الدینؒ شہید ہو چکے ہیں اور آج تک ان کے قاتل آزادی کی زندگی گزار رہے ہیں اور ۲ ممبروں کو ترغیب و تخویف کے روایتی ہتھکنڈوں سے اپنی جماعت، منشور اور اپنے ووٹروں سے دور کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نیپ کے کئی ممبر جن میں قومی اور صوبائی اسمبلی کے علاوہ سینیٹر بھی شامل ہیں پابند سلاسل ہیں۔ جبکہ بعض کی سیٹوں کو دھاندلی سے خالی کرا کر اپنے آدمی منتخب کرا لیے گئے ہیں اور اس طرح وہاں پی پی پی حکمران ہے۔

اس کے علاوہ وہاں فوجی ایکشن، نہتے عوام پر بمباری، ان کا راشن بند کرنا، مراعات و حقوق سے محروم کرنا اور لاتعداد انسانوں کو جیل میں ٹھونس دینا وغیرہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلانا کسی چرب لسان اور پروپیگنڈا کے ماہر عادی مجرم سے ممکن نہیں۔ سرداری نظام کی بات ہے تو مینگل حکومت نے اس نظام کے خاتمہ کی قرارداد منظور کی تھی لیکن غریبوں کے ہمدرد اور ایک "سر" کے لاڈلے فرزند نے آج تک اسے قانونی شکل نہیں دی۔

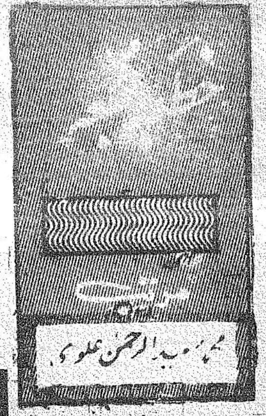
اسی طرح باقاعدہ عدالتیں اور آئین ہونے کے باوجود آرڈیننس اور ٹریبونل کا سہارا لیا جا رہا ہے جو آئین و عدالت کے تقدس کو مجروح و پامال کرنے کے مترادف ہے۔

بلوچستان کے بہادر اور غیور عوام نے ایک طویل عرصہ سے محرومیوں اور مشکلات کا شکار ہونے کے باوجود آج تک کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جو ملک کی بربادی کا باعث ہو بلکہ انہوں نے ہر وار سہہ کر پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگایا لیکن مرکزی حکمرانوں کی ملک کے معاملہ میں خلوص و محبت پہلے ہی مشکوک ہے اور مسلسل اس قسم کا طرز عمل اپنائے ہوئے ہیں سخت خطرہ ہے کہ وہ لوگ دوسروں کی طرف دیکھ کر اپنے لیے نئی راہیں تلاش کرنا شروع کر دیں ؟

لیکن جہاں ہمیں یقین ہے کہ وہ بہادر لوگ ایسا نہیں کریں گے وہاں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو لوگ ان کے حقوق پامال کر رہے ہیں وہ اپنے ساتھ اس ملک کی قسمت سے بھی کھیل رہے ہیں۔

اس لیے جہاں ان سے ہم یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ہیں کہ چار روزہ اقتدار کے بل بوتے پر اتنے تکبر و غرور کا مظاہرہ نہ کرو اور شریفانہ طریق اپناؤ۔ وہاں قاضی عیسیٰ صاحب جیسے لوگوں سے بھی ہم کہیں گے کہ وہ گروہی اور ذاتی مصالح اور مفادات کی دنیا سے نکل کر ملی اور اجتماعی مفادات کی خاطر جد و جہد کرنے والے افراد سے مل جائیں اور اس طرح ظلم کی دیوار ڈھا دیں کہ جب دست قدرت ظالموں سے انتقام

باقی صفحہ ۲۲ پر



رمضان المبارک

اور ہماری ذمہ داریاں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ و نومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً۔ اما بعد:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

یہ آیت کریمہ سورہ بقرہ کے تیئیسویں رکوع کی پہلی آیت ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر روزے فرض کئے جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ اس آیت میں دو باتیں اور ارشاد فرمائیں:۔

۱۔ یہ کہ روزے صرف تمہیں پر نہیں بلکہ تم سے پہلے تمام لوگوں پر بھی فرض کئے گئے۔ چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"یہ حکم روزہ کے متعلق ہے جو ارکان اسلام میں داخل ہے۔ اور نفس کے بندوں، ہواپرستوں کو نہایت ہی شاق ہوتا ہے۔ اس لئے تاکید اور اہتمام کے الفاظ سے بیان کیا گیا۔ اور یہ حکم حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اب تک برابر جاری ہے۔ گو تعیین ایام میں اختلاف ہو۔"

دوسری بات جو آیت کریمہ میں ارشاد فرمائی وہ ہے لعلکم تتقون (تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ) گویا روزہ کی غرض اور اس کے فرض کئے جانے کا مقصد و فلسفہ واضح فرمایا کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ تم لوگ تقویٰ و پرہیزگاری کی صفت سے متصف ہو جاؤ۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہ اس ٹکڑے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:۔

"یعنی روزہ سے نفس کو اس کی مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑے گی تو پھر اس کو ان مرغوبات سے جو شرعاً حرام ہیں روک سکو گے اور روزہ سے نفس کی قوت و شہوت میں ضعف بھی آجائے گا تو اب تم متقی ہو جاؤ گے۔

بڑی حکمت روزہ میں یہی ہے کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں ان کا کرنا سہل ہو جائے اور متقی بن جاؤ۔"

اس طرح اس آیت میں تین چیزیں بیان ہوئیں:۔ مسلمانوں پر روزہ کی فرضیت، امم سابقہ پر بھی روزہ کی فرضیت اور فلسفہ و مقصد روزہ یعنی تقویٰ۔

اور جہاں تک رمضان کا تعلق ہے۔ اس آیت سے ایک آیت اور چھوڑ کر اگلی آیت میں یہ فرضیت روزہ

رمضان سے متعلق بیان ہوئیں۔ جہاں فرمایا۔ شَھْرُ رَمَضَانَ ۔۔۔۔۔۔ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ۔ یعنی رمضان کا مہینہ ۔۔۔۔۔ پس جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے۔

یعنی فرضیت روزہ کے ساتھ ساتھ روزوں کا وقت اور ان کے ایام و مہینہ کا تعین کر دیا۔ کہ سن قمری جو بعد میں سن ہجری کے نام سے مشہور ہوا کا نواں مہینہ روزوں کا ہے۔ اب ہر ماہ ٣٠ دن کا ہو تو ٣٠ دن روزے رکھو ٢٩ کا ہو تو ٢٩ دن۔ جیساکہ احادیث میں حضور علیہ السلام سے یہ ثابت ہے۔ آپؐ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ہم اُمّی لوگ ہیں لکھنا اور حساب وغیرہ کے معاملات سے زیادہ سروکار نہیں رکھتے لہٰذا تم اتنے دن روزے رکھو۔ ایک دفعہ تو آپؐ نے اپنے ہاتھ کی دسیوں انگلیاں تین بار سامنے کیں جس سے ٣٠ کا عدد بتلانا مقصود تھا اور دوسری مرتبہ دو بار تو دس دس اور تیسری بار ٩ انگلیاں سامنے کیں۔ جس سے ٢٩ کا عدد پورا ہو گیا۔ گویا مہینہ کبھی ٢٩ اور کبھی ٣٠ کا ہوتا ہے اور جیسا مہینہ ہو ویسے ہی روزے رکھو۔

مہینہ کی ابتداء کا انحصار چونکہ چاند پر ہے اس لیے روزوں کی ابتداء و انتہا چاند پر ہو گی۔ شعبان ختم ہو جائے رمضان کا چاند نظر آ جائے تو روزے شروع کر دیں شوال کا چاند نظر آ جائے تو روزے ختم کر کے عید منا لیں۔

صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ۔

آپؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ اور آگے فرمایا کہ اگر شعبان کے آخر میں بادل ہوں تو تردّد کی ضرورت نہیں بلاوجہ اِدھر اُدھر ٹامک ٹوئیاں مارنا غلط ہے۔ شعبان کے ٣٠ دن پورے کر کے روزہ شروع کر دو۔

اس مبارک مہینہ کے فضائل و برکات بہت زیادہ ہیں۔ جن کا خلاصہ اللہ تعالیٰ نے ایک لفظ تقویٰ میں ارشاد فرمایا۔ کہ یہ روزے حقیقت میں تقویٰ و پرہیزگاری کا کورس ہیں جن کے ذریعہ نفس امارہ و سرکش کی سرکشی ختم ہو جاتی ہے۔ اور انسانی و اسلامی کمالات و فضائل کا انسان حامل بن جاتا ہے نیکی و اطاعت شعاری کی قوتیں بیدار اور طاقتور ہو جاتی ہیں تو بدی و نافرمانی کی قوتیں مغلوب! اور ان کا تعلق محض اس سے نہیں کہ انسان کے اندر جو نیکی و بدی کی طاقتیں ہیں ان میں یہ انقلاب آتا ہے۔ بلکہ بیرونی اور خارجی طور پر جو طاقتیں انسان کی دوستی و دشمنی میں گہرا عمل دخل رکھتی ہیں وہ بھی اس انقلاب کا شکار ہوتی ہیں۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

"جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں (بعض مقامات پر ابواب رحمت اور بعض جگہ ابواب جنت کا تذکرہ ہے مراد نیکیوں سے ایک ہی ہے) اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے"۔

فضائل کے باب میں مزید فرمایا کہ:

"جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے جو روزہ داروں کے لیے مخصوص ہو گا"۔

ریان میں سیرابی کا مفہوم ہے اور مبالغہ کے ساتھ یعنی خوب خوب سیراب ہونا۔ چونکہ روزہ میں عطش (پیاس) ہوتی ہے اس لیے رحیم و کریم خدا نے اس کا بدلہ ریان سے عطا فرمایا۔

ایک جگہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ

"ابن آدم کے اعمال اور نیکیوں کا بدلہ دس سے شروع ہوتا ہے۔ اور چودہ سو درجے تک جاتا ہے لیکن روزہ کا معاملہ اس سے مختلف ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ عمل خالص میرے لیے ہے (کہ اس میں ریا وغیرہ کا سوال ہی نہیں) اور میں ہی اس کی جزا ہوں"۔

مزید فرمایا۔ کہ

"روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ محترم ہے"۔

مزید فرمایا۔ کہ

"جو ایمان کی حالت میں طلبِ ثواب کی غرض سے روزہ رکھے گا اور اسی غرض سے رات کا قیام کرے گا تو اس کے ماضی کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے"

ایک جگہ ہے کہ

"اللہ کا منادی خیر و شر کے رسیا لوگوں کو مسلسل آواز دیتا ہے۔ اہل خیر کو کہتا ہے کہ جلدی کر اور اہل شر کو کہتا ہے اب تو رک جا"

ایک جگہ آپ نے فرمایا:۔

"جو اس ماہ مبارک میں خیر و نیکی سے محروم رہا وہ بس محروم ہی رہا"

فضائل و برکات کے اس منبع میں کچھ ہماری ذمہ داریاں بھی ہیں۔ جن کی طرف بدقسمتی سے دھیان اور توجہ نہیں۔

یہ تو صحیح ہے کہ اس میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اس مہینہ کی نفلی عبادت فرض کے برابر ثواب کا باعث ہے اور فرض کا معاملہ تو اس سے سوا ہی ہے یعنی کم از کم ستر گنا۔

لیکن رات دن کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں۔ جن میں دو کی اہم ترین ذمہ داری روزہ ہے تو رات کی تراویح۔

روزہ کے متعلق محض کھانے پینے اور تعلقات زن شوئی سے بچنا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ روزے کی ظاہری شکل ہے اور روزہ کی معنویت اور اس کی روح قرآن کے الفاظ میں اپنے کو تقویٰ و پرہیزگاری کا حامل بنانا ہے۔

یہ تین چیزیں جن سے روزہ میں منع فرمایا ان کا استعمال بالکل حلال و صحیح ہے لیکن ایک مختصر مدت و وقت کے لیے ان سے روک دیا گیا اس طرح گویا ایک تربیتی کورس ہے جس کے ذریعہ انسان کو کندن بنانا مقصود ہے۔

اور اگر انسان اس تربیتی کورس سے کندن نہیں بنتا یعنی وہ حرام و منکرات، فواحش اور اللہ کی ہر قسم کی نافرمانیوں سے ہمیشہ کے لیے رک نہیں جاتا تو وہ روزہ کی معنویت اور اس کی روح سے محروم ہے۔

اسی قسم کے افراد کے متعلق آپ نے فرمایا:۔

"بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں سوائے بھوکا پیاسا رہنے کے اور کچھ پلے نہیں پڑتا"

آخر ایسا کیوں؟

ایک آدمی دن بھر بھوکا پیاسا رہے اور شام کو اسی طرح محروم شمار ہو تو یہ کس قدر قابل افسوس ہے۔

دراصل جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ظاہری ڈھانچہ کے ساتھ روح و باطن کی طرف توجہ از بس ضروری ہے۔ لوگ سحری و افطاری کا اہتمام کرتے ہیں جو بہرحال کرنا چاہیے کہ یہ سنت ہے اور باعث اجر و ثواب لیکن اس اہتمام میں اتنا غلو کہ فرائض ہی رخصت ہو جائیں انتہائی قابل افسوس ہے

سحری کے وقت اتنا پیٹ بھر کے کھانا کہ نیند غالب آجائے اور نماز صبح رہ جائے اور پھر دن بھر کھٹی ڈکاروں سے چھٹکارا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ اس سحری سے کیا فائدہ ہوگا۔

اسی طرح افطاری میں اتنی مشغولیت کہ مغرب کی نماز باجماعت فوت ہو جائے کوئی خوبی کی بات نہیں۔ بلکہ انتہائی قابل مذمت فعل ہے۔

دراصل اسلام کے ہر حکم میں ایک موزونیت ہے ضبط و نظم ہے اور کچھ حدود و قیود ہیں ان کا لحاظ کر کے تو ہر عمل واقعی باعث اجر و ثواب بن جاتا ہے اس کے بغیر ایک رسم پوری ہو جاتی ہے، حقیقی فوائد سے محروم رہتی ہے۔

اسی طرح رات کی تراویح کا مسئلہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود پڑھی اس کی طرف توجہ دلائی۔ مواظبت نہیں کی صرف اس لیے کہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔ لیکن تلقین کی اور خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے بالاہتمام پڑھی جا رہی ہیں اور خلفائے راشدین کا طرز عمل فوز و فلاح کا باعث ہے۔ اب اس میں غفلت کا مظاہرہ کرنا یا صحیح اہتمام نہ کرنا مثلاً داڑھی منڈے یا قبضہ سے کم داڑھی رکھنے والے امام کے پیچھے پڑھ لینا اور کہہ دینا کہ اللہ منظور کرے گا انتہائی افسوسناک جسارت ہے

بہرحال ضروری ہے کہ یہ دن جتنے مبارک و محترم ہیں ان میں نیکی و بھلائی کا اتنا ہی اہتمام کیا جائے کہ اس کے بغیر حقیقی نفع مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات کا پابند بنائے۔



امنِ عالم کا دارومدار

ذکر و یادِ الٰہی پر ہے

مرتب

محمد سعید الرحمٰن علوی

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی، مہتمم جامعہ مدنیہ کیمبل پور

گذشتہ ہفتہ کی طرح اس ہفتہ بھی حضرت جانشینِ شیخ التفسیرؒ نے مجلس ذکر کے بعد حضرت قاضی صاحب سے چند کلماتِ نصیحت کے متعلق فرمایا جس پر قاضی صاحب نے درج ذیل ارشادات فرمائے۔
یاد رہے کہ حضرت قاضی صاحب شوکاءِ دورۂ تفسیر کو ۱۲ دن درس دینے کے بعد واپس تشریف لے جا چکے ہیں۔

محترم حضرات! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدایت فرمائی تھی کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ

گویا آپ نے جو دعا سکھلائی اس میں خدا سے تین چیزوں کی امداد اور توفیق طلب کی گئی ہے۔ ذکر، شکر اور بہترین بندگی جس کی تشریح کلمہ طیبہ مبارکہ سے کی گئی ہے۔

جہاں تک توفیق باری تعالیٰ کا تعلق ہے۔ اس کے بغیر دنیا میں کوئی کام ناممکن ہے ؎

میری طلب بھی اسی کے کرم کا صدقہ ہے
ہاتھ یہ اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

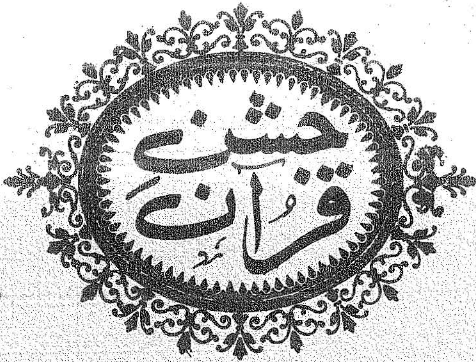
کوئی کام میرے آپ کے چاہنے نہ چاہنے پر منحصر نہیں بلکہ خدا کی چاہت پر منحصر ہے وہ چاہیں تو سب کچھ ہو جائے گا ورنہ کچھ بھی نہ ہو گا۔

تو ذکر و فکر کا یہ مشغلہ جو اہل اللہ کے سرخیل و امام حضرت لاہوری قدس سرہٗ کی یادگار ہے درحقیقت مربّی حقیقی کی عنایت کا ثمرہ ہے۔ ان کا احسان و کرم ہے کہ انہوں نے اپنا مبارک نام زبان پر جاری کر دیا ورنہ ایسوں کی کمی نہیں جو ہر وقت اپنی زبان سے لاف و گزاف میں لگے رہتے ہیں باقی کچھ نہیں۔ اس احسان و کرم پر ان کا شکر ادا کرنا ازبس ضروری ہے۔ کیونکہ محسن کے احسانات کا شکر اسلام چھوڑ شرافت انسانی کا تقاضا ہے اور اسی شکر پر انعامات کی زیادتی کی خوشخبری ہے۔

جہاں تک کلمہ مبارکہ کا تعلق ہے جو نبی بھی دنیا میں آیا۔ اس کا بنیادی وظیفہ یہی کلمہ تھا۔ لا الٰہ الا اللہ۔ اور اس میں اتنی برکت ہے کہ سالہا سال کا کفر، شرک اور اللہ سے دوری و نافرمانی اس ایک کلمہ کی برکت سے ختم ہو جائے گی اور انسان اللہ والا ہو جائے گا۔

حدیث میں ہے۔ اِنَّ الْاِسْلَامَ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ۔ کہ اسلام سے پہلے کی تمام برائیاں اور بداعمالیاں اسلام کے صدقہ ختم ہو جاتی ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد و اساس یہی

(باقی صـ ۱۷ پر)



ماہ رمضان

عبد الرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ؕ

(سورہ بقرہ ع ۲۳)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا لوگوں کی ہدایت کے واسطے، اور روشن دلیلیں ہیں راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔

حدیث میں آیا ہے کہ صحفِ ابراہیمی اور تورات و انجیل سب کا نزول رمضان ہی میں ہوا ہے۔ اور قرآن شریف بھی رمضان کی چوبیسویں رات میں لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر بیک وقت بھیجا گیا۔ پھر تھوڑا تھوڑا کر کے احوال کے مناسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال نازل ہوتا رہا اور ہر رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل شدہ قرآن آپؐ کو مکرر سنا جاتے تھے۔ ان سب حالات سے رمضان کے مہینہ کی فضیلت اور قرآن کے ساتھ اس کی مناسبت اور خصوصیت خوب ظاہر ہوئی — اس لیے اس مہینے میں قرآن کی خدمت خوب اہتمام سے کرنی چاہیے کیونکہ اسی واسطے مقرر اور معیّن ہوا ہے۔

(شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ)

یہ ماہِ مقدس قرآن حکیم کے نزول کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ نزول قرآن نے تمام دنیا کو امن و سلامتی اور آزادی کا پیغام دیا۔ جس نے دنیا و آخرت کی بادشاہی کا اعلان کیا۔ جس نے امت کو شہداء علی الناس کا مژدہ جانفزا سنایا۔ پھر اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے لیے اور کون سا دن مسرّت و شادمانی کا ہو سکتا ہے؟

دنیا کے جملہ مذاہب کا روئے سخن اپنی ہی مخصوص قوموں کی طرف رہا۔ اس لیے اُن کے پیروکار صرف ایک ہی روز عید کرتے رہے مگر قرآن کی دعوت عالمگیر ہے۔ تمام اقوام عالم اس کی مخاطب ہیں اور اس کے متبع دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لیے پورا ایک مہینہ عید کے لیے مقرر کیا گیا تاکہ نزولِ قرآن کی تذکار قائم رہے۔

ان ایّام عیش و نشاط میں مسلمانوں کو زیادہ کام کرنے اور روزی کمانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ ان کا بیشتر حصّہ مسرّت و شادمانی میں صَرف ہوگا۔ لیکن اگر محض عید ہی رہتی تو ممکن تھا کہ لوگ افراط و تفریط میں مبتلا ہو کر بدعملی اور بطالت کے مرتکب ہوتے اور آخر تمام قوم فنا ہو جاتی۔ اس لیے خوشی کے ساتھ ساتھ ایک عبادت بھی لازم کر دی گئی۔ تاکہ تدبر منزل میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی مَلَکیّت اور روحانیت میں جس قدر کمی ہو گئی ہے اس طرح پوری ہو اور اپنی اصلی حالت پر عود کر آئے۔ ان ایامِ فراغت میں قرآن پڑھو گھر والوں کو تعلیم دو۔ اتنی قابلیت نہ ہو تو دوسروں سے سنو۔ اور بال بچوں کو سننے کے لیے لے جاؤ۔

اس ماہِ مقدس میں تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں میں قرآنی تعلیم کی نشر و اشاعت کے لیے کمربستہ ہو جاؤ وہ یہی رمضان کا مہینہ ہے۔ اسی میں قرآن کا نزول ہوا۔ جس کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ نوعِ انسانی کے لیے یہ چشمۂ رشد و ہدایت ہے۔

۲۔ ہدایت و رہنمائی کے وہ اصول و ضوابط جو نظر و فکر کے محتاج ہیں۔ قرآنِ حکیم نے ان کو اسی طرح

کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ بدیہی معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اور ہر شخص آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔

۴۔ جو لوگ اس کتاب عزیز کے درس و مطالعہ میں مصروف ہیں ان کی قوت فیصلہ اور زیادہ زبردست ہو جاتی ہے۔ حق و باطل میں تمیز کرنے لگ جاتے ہیں علماء سو اور جہلا کے دھوکے میں نہیں پھنستے۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (س ۹۷ - آیت ۱)

بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا۔

سورۂ دخان ۴۴ - پ ۲۱ میں اس کی نسبت فرمایا۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ۔

ان دونوں آیات سے مراد یہی ہے کہ رمضان میں قرآن کا نزول ہوا۔ اس لیے ہر مسلمان جو اس مہینہ میں زندہ ہو روزہ رکھے کہ جشن و مسرت کا اظہار ہو۔ البتہ مرض اور سفر کی حالت میں رخصت دی جا سکتی ہے کہ بعد میں اس کمی کو پورا کر لیا جائے۔

یہ حقیقت تم پر واضح ہو جائے کہ تمہاری انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے اس سے بہتر کوئی دوسرا قانون نہیں ہو سکتا۔ تم اس پر عمل کرو گے۔ دائمی زندگی حاصل کر لو گے۔ اس تکلیف کے برداشت کرنے سے تمہارے لیے صدہا سہولتیں اور آسانیوں کے دروازے کھل جائیں گے پس اس کو تکلیف کون کہے گا جس کا نتیجہ فضیلت علی العالمین اور خلافتِ ارضی ہو۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو صرف تمہارے لیے مخصوص کر دی گئی ہے اور اس پر تم جس قدر بھی اس کی تمجید و تقدیس بیان کرو کم ہے۔

اس قانون پر عمل کرنے کا ایک نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم میں عملی قوت پیدا ہو جائے گی۔ تمہاری مخفی قوتیں منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوں گی۔ جوش و ولولۂ عمل پیدا ہو گا۔ قرآن کو اپنے ہاتھ میں لے کر دنیا میں اس کی نشر و اشاعت کرو گے اور کوئی بڑی سے بڑی قوت تمہاری راہ میں مزاحم نہ ہو گی۔

لیکن دن بھر روزہ رکھنے سے قرآن کی تلاوت نہ ہو سکے۔ اس لیے شارع نے رات متعین کر دی۔ یاد رکھو کہ روزہ اور قرآن دونوں روزِ محشر شفیع ہوں گے۔ جبکہ کھانے پینے سے طبیعت سیر ہو جائے گی۔ دن بھر میں جس قدر قوتیں مضمحل ہو چکی ہیں عود کر آئیں گی اور رات کو اطمینان سے پڑھ سکیں گے۔ آپؐ نے فرمایا مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ جس کسی نے رمضان شریف کی رات میں یقین اور ڈر سے قیام کیا۔ اللہ تعالےٰ اس کے پہلے گناہ بخش دیتے ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کے دنوں میں آپ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ اور وفات کے قریب آپؐ نے دو مرتبہ دور کیا۔ گویا اگر ایک شخص رمضان میں ایک مرتبہ قرآن سن لے تو اس نے نصاب پورا کر لیا۔

ایام رمضان میں روزوں کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ان ایام میں قرب الٰہی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ (خواجہ عبدالحی فاروقیؒ)

اب قرآنِ مبین کو پڑھو۔ کہ مواعظ و احکام، اخبار و امثال، انذار و بشارت کا مجموعہ ہے۔ اس میں صفاتِ الٰہیہ کا بیان، ذاتِ ربّانی کا ثبوت، حصولِ تقرب کا طریق، توحید، توکل و تفویض کا مذکور، ایام اللہ کی تفصیل، حیات و مماتِ انسان اور عدم و وجودِ عالم کا بیان، فطرتِ انسانی کی ساخت و شناخت، افعالِ رحمانی کے اسرار، قدرتِ ربّانی کے نمونے، سطوتِ قہاری کے نتیجے، نصرتِ الٰہیہ کے کارنامے ایسے اسلوب سے بیان ہوئے ہیں کہ نفس فرومایہ کو رذائلِ بشریہ سے پاک و صاف اور حیاتِ مادی کے تاثرات سے مبرّا رکھنے، مالک و خالق کے سامنے خاضع و خاشع بنانے، نورِ یقین کے حصول اور تجرید علائق دنیوی اور تشبّہ صفاتِ ملکی کے لیے اس سے بہتر اور بالاتر کچھ متصور نہیں ہو سکتا۔

(قاضی محمد سلیمان منصورپوریؒ)

مسلمانو! رمضان شریف میں قرآن کریم کے نزول کی سالگرہ مناؤ۔ مگر اس طرح نہیں کہ محض رسمی اور لفظی تلاوت کر لی اور حافظ صاحب سے تراویح میں تین قرآن سن لیے بلکہ قرآنی ہدایت و رہنمائی

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

رمضان المبارک کی آمد اور خطبہ نبویؐ

رشید احمد ارشد جہلم

؎ قوم ہے قرآن سے قرآن رخصت قوم گم
صوم ہے ایمان سے ایمان رخصت صوم گم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ٥

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اللہ کریم نے انسان کو انسانی فضیلت اور تقویٰ کی لازوال زینت بخشنے کے لیے جس طرح اور اصولِ شریعت عطا فرمائے۔ اسی طرح ایک رمضان المبارک کی لازوال اور ابدی دولت سے بھی نوازا۔

رمضان المبارک کے روزوں سے گوناگوں سبق حاصل ہوتے ہیں۔ اسلام کے نظام عدل کا کمال اس سے واضح ہوتا ہے:۔

۱۔ مثال کے طور پہ اگر ایک امیر بھی دن بھر فاقہ کرکے شام کو افطاری کرے تو غریب کی غربت اور فاقوں کا احترام اس کے دل میں راسخ ہو جائے گا اور وہ غریبوں کا ہمدرد و غمگسار بن جائے گا۔

۲۔ رمضان میں حلال نہ کھایا تو ہمیشہ حرام سے رک سکے گا۔

۳۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ میرے قانون میں جس طرح ایک غریب کو پابند کیا گیا ہے۔ اسی طرح وہ امیر پہ بھی نافذ ہوں گے۔ امیر و غریب سب پہ ایک ہی طرح میرے دین اور میرے احکام کی پیروی اور اطاعت ضروری ہے۔

؎ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

۴۔ رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ غریبوں فقیروں، بیواؤں، یتیموں اور بے کسوں کی امداد پہ زور دیا گیا ہے۔ جہاں نفس امارہ و سرکش کی گوشمالی کا ذریعہ ہے وہیں رمضان المبارک غریبوں کی اعانت کا بھی ذریعہ ہے۔ امیر و تاجر، وزیر و بادشاہ، حاکم و مالک خود روزہ رکھے گا تو اس کا دل نرم ہو گا۔

پھر حکماً صدقہ فطر کے ذریعہ غریبوں کی اعانت کا سامان بنایا۔ شیطان رکاوٹ تھے تو رب کعبہ نے سرکش شیطانوں کو بند کر دیا تاکہ بندہ صحیح درجہ پر ہمدردی و ایثار ہمیشہ مظہر اطاعت بن کر سامنے آ سکے — لیکن بات یہ ہے کہ یہ سعادت اس کو ملے گی جس کو رمضان المبارک کی برکتیں اور رحمتیں حاصل ہو جائیں ورنہ ہم جیسے محروم القسمت انسانوں کے لیے کیا؟ یہ مہینہ رحمتوں، برکتوں اور خدائے کریم کے خصوصی احسانات کا مہینہ ہے۔

لوگ ہمیشہ کے روزوں کی تمنا کریں

حدیث پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔ حالانکہ ہر انسان سمجھتا ہے کہ سال بھر کے روزے رکھنے آسان کام نہیں — مگر

رمضان المبارک کے ثواب کے مقابلہ میں سال بھر روزے رکھنے کی تکلیف کو بھول جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگ اس کی تمنا کریں کہ سارا سال روزے ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اگر حضرت انسان کو مقامِ رمضان کی خبر لگ جائے تو ساری عمر کی ایک ایک گھڑی کی تمنا کرے کہ اے بار الہٰ! اے میرے رحیم وکریم رب! اے میرے غفور و رحیم مالک! ساری عمر کو میرے لیے رمضان بنا دے۔

مسلم شریف میں ایک حدیث آتی ہے کہ صحابہ کرام پروانگانِ شمع رسالت ایک غزوہ کے سفر میں ایک منزل پر اُترے۔ گرمی نہایت سخت تھی اور غربت کی وجہ سے اس قدر کپڑا بھی سب کے پاس نہ تھا کہ دھوپ کی گرمی سے بچاؤ کر لیں۔ بہت سے لوگ اپنے ہاتھ سے آفتاب کی شعاعوں سے بچتے تھے۔ اس حالت میں بھی بہت سے روزے دار تھے۔ جن سے کھڑے ہوسکنے کا تحمل نہ ہوا اور گر گئے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت گویا ہمیشہ تمام سال روزے دار ہی رہتی تھی۔

رمضان کی آمد پر خطبہ مصطفےٰ ؐ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہمیں وعظ فرمایا۔ کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام یعنی تراویح کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسے کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا۔ اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیے۔

یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا — اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپؐ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کر کھلاتے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جلشانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی رحمت فرما دیتے ہیں۔

اس کے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ"۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ اللہ کی رحمت ہے۔

وَ اَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ"۔ اور درمیانی حصہ مغفرت ہے۔

وَ اٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ"۔ اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔

جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام کے بوجھ کو ہلکا کر دے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتے ہیں۔ اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں۔

وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ تَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَ اَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ تَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ۔

"اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے۔ اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو"۔

جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ شانہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

اصحابِ علم اور اربابِ قلم کے خون سے جلنے والے چراغ

دینی مدارس اور علمی ادارے

مولانا قاضی محمد زاہد الحسنی زید مجدھم قارئین خدام الدین کی جانی پہچانی شخصیت ہیں متعدد کتب دینیہ و علمیہ کے مصنف، جامعہ مدینہ کیمبل پور کے بانی و مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ٹیکسلا، واہ، راولپنڈی اور پشاور وغیرہ مختلف مقامات پر درس کے ذریعہ خلق خدا کو فیض یاب کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ شیخ لاہوریؒ کے ساتھ نسبت کا اثر و ثمرہ ہے چند سالوں سے ایک ماہانہ "الارشاد" کے نام سے جاری کیا جو دینی علوم و معارف کا علمبردار و منادی ہے اس ماہانہ کی اگست ۷۵ء کی اشاعت میں اپنے مخصوص انداز میں موصوف نے دینی مدارس کے متعلق ایک مقالہ سپردِ قلم کیا ہے جسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ سطور مدارس دینیہ کو نشانہ کرنے والے ادایوں کو بالخصوص مطالعہ کرنی چاہیئے ؛ (ادارہ)

رحمت کائنات سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اولادِ آدم میں سب سے بڑا سخی میں خود ہوں اور میرے بعد وہ لوگ ہیں جو علم دین سیکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں۔

چنانچہ تاریخ علم و علماء اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ ہر دور میں علماء کرام نے مسلمانوں کی دینی خدمت کی اپنی زندگی آرام بلکہ اپنا مال تک نثار کر کے ہدایت کے چراغوں کو جلایا اور روشن رکھا کسی بیرونی مادی اعتماد اور بھروسہ سے بے نیاز ہو کر آلام و مصائب کے طوفانوں سے علم و دین کی کشتی کو بچاتے رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک بہ نظرِ انصاف دیکھنے والے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کے مخلص محسن یہی لوگ ہیں۔ وہ کونسا صاحب قلم ہے جس نے کوئی مادی سہارا لے کر امت کو خواب غفلت سے جگایا ہو اگر اس فہرست میں ملیں گے تو وہی لوگ ملیں گے جو غربت اور افلاس اور معاشرہ میں کس مپرسی کے عالم میں رہتے ہوئے اس عظیم خدمت کی طرف قدم بڑھاتے ہی رہے برصغیر ہی میں دیکھ لیجئے مولانا حالی۔ علامہ اقبال، حفیظ جالندھری آغا شورش کاشمیری وغیرہ نے جو چراغ جلائے اس میں ان کے خون کے بغیر کس کا خون جلا اور جل رہا ہے اسی طرح دلی، لکھنؤ، مراد آباد، بریلی لاہور، کراچی، پنڈی، پشاور وغیرہ ہا کے وہ دینی مدارس جو امت محمدیہ کی دینی اقدار کے مبلغ اور محافظ ہیں ان کی اساس میں کس کا خون ڈالا گیا ہے۔ یہ ادارے اور دینی مدارس قوم سے کیا لیتے ہیں اور قوم کو کیا دیتے ہیں۔ اس کا مختصر سا تجزیہ درج ذیل ہے۔

دینی مدارس اور علمی اداروں کے بانی قوم سے جو لیتے ہیں وہ سب کا سب تقریباً انکی عاقبت کے سنوارنے کے لئے لیا جاتا ہے جبر، تشدد و مکر و فریب سے یہ سلسلہ محفوظ رہتا ہے، بلکہ اکثر اداروں کی مالی اعانت جب کوئی کرتا ہے تو اس شخصیت پر دلی عقیدت اور اطمینان راسخ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے مگر اس کے عوض میں قوم کو کیا ملتا ہے۔

(۱) قوم کو دین اسلام ملتا ہے آج یہ مساجد اور یہ گھرانے جو دین سے منور ہیں ان ہی اداروں کا طفیل ہے۔

(۲) قوم کو علم دین ملتا ہے۔ علوم اسلامیہ کا اس قدر عظیم خزانہ ان ہی علمی اداروں اور دینی مدارس کی برکت سے ہے۔

(۳) قوم کو وہ دینی لٹریچر ملتا ہے جسکی تدوین اور تصنیف کی غرض دین اسلام کی اشاعت اور قوم کو علوم دینیہ سے متعارف کرانا ہوتا ہے۔ دیوبند کے ایک قدیم طالب علم مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیفات اور تصنیفات ایک ہزار تک ہیں جن میں دو ورقہ وصیت نامہ سے لے کر ہزارہا صفحات پر مشتمل تفسیر بیان القرآن بھی ہے۔ یہ سب کی سب کتابیں قوم کی امانت ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی کتاب بہ حق مصنف

رجسٹرڈ نہیں بلکہ ہر مسلمان ان کو طبع کرا کے فروخت کر سکتا ہے۔

(۴) قوم کی اخلاقی اور معاشرتی اصلاح ہوتی ہے۔ علماء کرام اور اولیائے عظام کے مواعظ اور انکی تلقین سے کئی گناہ گار اللہ تعالیٰ کے مقرب بن جاتے ہیں۔

۵۔ قوم کے تمام اداروں سے راندوں کو مہتاب عالمتاب بنایا جاتا ہے۔ یہ اندھے، اپاہج، غریب اور نادار بچے جن کو کوئی کالج، کوئی یونیورسٹی کوئی ادارہ قبول نہیں کرتا ان دینی اداروں میں ان کی جسمانی اور روحانی تربیت کی جاتی ہے ان سے کوئی طٰہٰ حسین وزیر تعلیم بن جاتا ہے کوئی قاری فضل کریم بن کر چمکتا ہے۔ کوئی رشید احمد گنگوہیؒ کی تربیت سے حکیم نابینا دہلوی بن کر طبیب اعظم بن جاتا ہے کوئی انور شاہؒ کے درس سے بہرہ ور ہو کر مدرسہ اشاعت العلوم لائل پور کا مہتمم بن جاتا ہے (حافظ عبدالمجید)

۶۔ قوم کو دولت اور جائداد عطا کی۔ یہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جامعہ اشرفیہ لاہور، دارالعلوم نیوٹاؤن وغیرہا سیکڑوں عربی مدارس اور دینی خانقاہوں نے قوم کو عطا کردہ رقوم سے اپنے لئے اور اولاد کے لئے موٹر کاریں نہیں خریدیں فیکٹریاں اور کارخانے قائم نہیں کئے بلکہ کروڑوں کی جائداد قوم کو عطا کی۔ جس سے مرکزی اور صوبائی محکمہ اوقاف کے کئی وزراء اور ملازمین تنخواہ پا رہے ہیں۔

۷۔ قوم کو اوطان عطا کئے۔ شیخ سنوسی عبدالکریم ریف، مفتی فلسطین حسین احمد مدنیؒ، شبیر احمد عثمانی، ابوالحسنات، داؤد غزنوی —— جیسے مجاہدین جلیل ان ہی دینی اداروں نے عطا کئے جنہوں نے پاکستان جیسا عظیم وطن اور دوسرے اوطان قوم کو دئے یا غیروں کی غلامی سے آزاد کرائے

۸۔ قوم کو علماء دیئے، علمی ادبی، دانشور عطا کئے ان سب خدمات کا مجموعہ اگر دیکھنا چاہتے ہیں تو اس مردِ حق آگاہ کی زندگی کا مطالعہ کر لیں جو لاہور میں انگریزی مظالم کا شکار ہو کر ہتھکڑی اور بیڑی لگے ہوئے لایا گیا۔ اس اللہ کے ولی کی ضمانت دینے والا کوئی نہ تھا مگر قوم کا یہ عظیم محسن عمر بھر کسی پر بوجھ نہ بنا کسی سے ایک حبہ نہ مانگا مخلوق کے سامنے کبھی دست سوال دراز نہ کیا قبولیت آسمانی کے صدقے میں قوم کو:۔

(الف) مدرسہ قاسم العلوم کی عظیم الشان عمارت اور عظیم کتب خانہ دیا۔

ب :۔ ہفتہ وار خدام الدین جیسا مصلح رسالہ عطا کیا۔

ج :۔ ہزاروں کی تعداد میں تبلیغی اور اصلاحی رسائل عطا کئے۔

د :۔ درس قرآن عزیز اور ترجمہ قرآن عزیز کا مقدس تحفہ قوم کو دیا۔

ھ :۔ ہزاروں خوش بختوں کو اپنے مالک حقیقی سے ملایا۔

و :۔ قوم کو ڈاکٹر سید عبداللہ، علامہ علاؤالدین صدیقی، علامہ ابوالحسن ندوی جیسے راہ نما عطا کئے۔

ز :۔ حبیب اللہؒ، عبیداللہ انور (مدظلہ) حمید اللہؒ جیسے روحانی طبیب عطا کئے۔ دنیا سے اٹھا تو دو لاکھ انسانوں نے خراجِ عقیدت پیش کیا۔ لاہور کی سڑکوں نے اور بلند و بالا مکانوں اور انکے مکینوں نے رفع درجات من نشاء کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اسی شانِ عبدیت کو باقی رکھتے ہوئے آج بھی میانی صاحب کے قبرستان میں کچی قبر میں آسودہ حال ہے۔ میانی صاحب کا قبرستان رات کی تاریکی میں آسمانی تاروں کو گواہ کرتے ہوئے یہ کہہ رہا ہے۔ ؎

میں ناخوش و ناراض ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو

شاید مادیت پرست آنکھیں یہ اجمال نہ سمجھیں اس سے مراد دورِ حاضر کا امام الاولیاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی قدس سرہٗ ہے۔

اگر مادیت کے پرستاروں کے پاس مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں اس کی نظیر ہے۔ تو میدان حاضر ہے۔ جب کبھی یہ دینی ٹریفک کو کنٹرول کرنے والی باڈی گارڈ غلط راستہ پر چلنے والوں کو تنبیہہ کر دیتی ہے تو فوراً یہ اعتراض کر دیا جاتا ہے۔ کہ دینی مدارس کو سیاسیات کا اکھاڑہ نہ بنایا جائے۔ یہ اعتراض عام طور پر کیا جاتا ہے۔ مگر اس کا جواب اوّلاً تو یہ کہ دینی مدارس کے نصاب درس نظامی میں سیاست اور پولٹیکل سائنس (POLITICALSCIENCE) کا مضمون داخل نہیں بلکہ یہ تو ان اداروں میں داخل نصاب ہے۔ جو حکومت کی سرپرستی میں اس کی امداد اور تعاون کلی سے چل رہے ہیں۔ ثانیاً یہ عرض کیا جاتا ہے۔ کہ ان دینی مدارس میں اگر کسی وقت کوئی آواز یا تحریک شروع ہوئی تو اس کا محرک مسلمانوں کی دینی بہبود اور فلاح ہی رہا ہے۔ جیسا کہ جب یہود و نصاریٰ کے ایماء پر قلبِ اسلام کے مجاہدین ملتِ اسلامیہ کے محافظین ترکوں پر فتویٰ کفر لگا کر جسدِ ملت میں ناسور کرنے کی سعی کی گئی تو ایک نحیف بدن (شیخ الہندؒ) قوی ایمان کے ساتھ اپنی چٹائی سے درس حدیث دیتے ہوئے اٹھا اور اس فتنے کا سدِّباب کرنے کے لئے اپنوں ہی کے ہاتھوں مالٹا کے بندی خانے میں اپنے جان نثار خدام میاں عزیز گل اور حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ صرف اس جرم میں اسیر رہا کہ یہ فتویٰ خلافِ شریعت ہے۔ اسی طرح تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کے لئے اگر دارالعلوم دیوبند کا طالب علم (قدیم) شبیر احمد عثمانی اور بریلوی مکتبِ فکر کا عبدالحامد بدایونی سیاسیات میں حصہ نہ لیتے تو شاید اس قدر جلدی گوہر مقصود نہ ملتا۔

خلاصہ گزارش یہ ہے کہ دینی مدارس کی اس افادیت کو بصدق دل

امت کو قبول کرنا چاہیئے اور ان اداروں کی ہمت افزائی کے لئے ان پر ایسے تسلط کی تجویز نہ سوچی جائے جس سے یہ ادارے ملی خدمات کی رفتار سست کرنے کی طرف مائل ہو جائیں۔ ذیل میں پاکستان کی سابق مجلس دستور ساز کے صدر الحاج مولوی تمیز الدین مرحوم کی ا... رائے کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ جو مرحوم نے جنوری ۱۹۴۳ء کو ایشیاء کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کا معائنہ کرتے وقت دی تھی۔ مرحوم اس وقت متحدہ ہندوستان کے صوبہ بنگال کے وزیر تعلیم تھے آپ نے فرمایا:-

"دارالعلوم ایک نادر اور بے مثال ادارہ اور ایک بین الاقوامی اقامتی جامعہ ہے۔ جہاں گھڑی کی مشین کی طرح ہر پرزہ صحیح وقت پر کام کر رہا ہے یہاں کا طریقہ انتظام اور حسابات لکھنے کا طرز ایسا ہے کہ آج کل کے جدید ادارے اور حکومت کے دفاتر اس کی کافی تقلید کر سکتے ہیں"۔

" اس کے سالانہ مصارف تقریباً دو لاکھ روپے (آج کل بیس لاکھ ۱۲ اداره) ہیں اور یہ امر کچھ کم تعجب خیز نہیں ہے کہ یہ رقم تقریباً تمام تر عوام الناس کے چندوں سے وصول کی جاتی ہے۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی ایک وصیت کی تعمیل میں حکومت کی امداد جو چند بار پیش کی جا چکی ہے۔ شکریہ کے ساتھ قبول کرنے سے معذوری ظاہر کر دی گئی۔ یہاں جملہ اساتذہ بقدر قوت لا یموت وظیفہ پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے محترم جانشینوں (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے نمونہ زندگی کے مطابق نہایت سادہ اور مجاہدانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

منقول از ماہنامہ دارالعلوم۔ ذی قعدہ و ذوالحجہ ۱۳۶۲ھ (ختم شد)

بقیہ: رمضان المبارک کی آمد

قیامت کے دن میرے حوض کوثر سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

یہ خطبہ رمضان المبارک کی آمد پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جس کا ترجمہ پیش کر دیا گیا ہے۔ خدائے لم یزل ہمیں اس ماہ مبارک کی صحیح ادائیگی اور احترام رمضان کی توفیق دیں۔ ہماری مملکت خداداد پاکستان کے ارباب اقتدار کو احترام رمضان کا قانون بنانے کی توفیق دیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ: ماہ رمضان

کے اصول و ضوابط پر نظر و فکر کیا جائے۔ اس کے معانی و مطالب سے واقفیت پیدا کی جائے اور پھر ان پر عمل کیا جائے۔

یاد رکھو! کہ قرآنی تلاوت کا مقصود و مدعا ہی یہ ہے کہ اس کتاب عزیز کے مطالعہ سے واقفیت پیدا کر کے ان پر عمل کیا جائے۔ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو تو تلاوت ایک دل بہلاوہ ہے۔ لفظی تلاوت سے ثواب تو ضرور ملتا ہے مگر مدعا حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ قرآن عزیز نوع انسانی کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے۔

خصوصی درس قرآن رمضان کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں (لیلۃ القدر) منایا جاتا ہے جب کہ اعتکاف بھی کیا جاتا ہے اور آخری عشرہ دوزخ سے نجات کرنے کا ہے۔ اور جبکہ لیلۃ القدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

اور اکثر مساجد میں ختم القرآن (شبینوں) بپا ہوتا ہے اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ کا منظر سامنے ہوتا ہے۔

دعائے لیلۃ القدر

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے۔ اور معافی کو دوست رکھتا ہے۔ پس مجھے بھی معاف فرما۔

رمضان شریف صرف نزولِ قرآن ہی کی سالگرہ نہیں بلکہ تبلیغ اسلام کی نقاب کشائی، افتتاح جہاد اور قیام خلافت کی بھی سالگرہ ہے۔

اس مبارک مہینہ کو دنیا میں اسی لیے بار بار لایا جاتا ہے تاکہ تمام انسان غیر الٰہی قانون کی اطاعت سے سبکدوش ہو جائیں۔ جہاد کی تقدیر روشن ہو خلافت کا ستارہ چمکے اور خدا کی زمین پر خدا کے قانونِ شریعت کی حکومت قائم ہو جائے

روزہ اور اس کے طبّی فوائد

الحاج حکیم محمد یوسف چغتائی کے قلم سے

مالکِ حقیقی کا کوئی کام بھی حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہے اس نے اپنے بندوں کے لیے جو قانون وضع کیے اور جو احکامات نافذ فرمائے ہیں۔ اس میں نسل انسانی کے لیے لاتعداد بھلائیاں اور بے شمار فائدے مضمر ہیں ہر زمانے کے علماء اور فضلا اور حکماء نے روزے کے دینی، مذہبی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی جسمانی اور طبی فوائد پر اظہار خیال کیا ہے۔

روزے صرف امت مسلمہ پر ہی فرض نہیں کیے گئے، بلکہ اس سے پہلے دوسری امتیں بھی روزے رکھا کرتی تھیں، زمانہ قدیم سے ہی روزہ اپنی مختلف شکل و صورت میں رائج رہا ہے مختلف اقوام کے روزوں میں جو بات نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ افراط و تفریط ہے۔ تارک الدنیا بزرگوں، راہبوں پنڈتوں اور جوگیوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مدتوں (مہینوں اور برسوں) کچھ کھائے پیئے بغیر ہی عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ لوگ کئی دن کا روزہ رکھتے تھے۔ کچھ لوگ معینہ مدت تک کوئی ٹھوس غذا نہیں کھاتے تھے البتہ لطیف مشروبات پی لیتے تھے روزوں کی مختلف اقسام جن میں دنوں اور مہینوں کچھ نہ کھا پی کر اپنی جان اور تندرستی کو خطرے میں ڈالنے والے، اور صرف چند گھنٹوں بعد مشروبات پی لینے والے برائے نام کے درمیان اسلامی روزہ گویا کہ افراط و تفریط کے درمیان اعتدال کی راہ ہے۔

طبّی فوائد

معالجوں اور طبیبوں نے روزے کے انسانی جسم پر اور مختلف اعضاؤں پر اثرات کا مطالعہ کر کے درج ذیل نتائج اخذ کیے ہیں۔

غیر طبعی مادے جو خون میں مل کر خون کا دباؤ بڑھاتے اور دل کی حرکات کو بے قاعدہ بناتے اور مختلف امراض پیدا کرنے کا سبب ہوتے ہیں۔ ایسے مادے روزہ رکھنے سے تحلیل ہو جاتے ہیں اس طرح خون صاف ہو کر دوران خون ٹھیک ہو جاتا ہے۔ دل کی حرکات کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ہائی بلڈ پریشر اختلاج قلب وغیرہ دور ہو کر دل میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ دل کے بڑھ جانے میں روزہ خاص طور پر مفید ثابت ہوا ہے

معدہ تمام غیر طبعی رطوبات اور فاسد مادوں سے پاک ہو ہے۔ تمام زہریلے مادے جو ضعف ہضم کا باعث ہوتے ہیں روزے سے خشک ہو کر بخارات بن کر روزہ دار کی زبان پر سفید میلی سی بدبودار تہہ کی صورت میں جم جاتے ہیں۔ جب روزے دار وضو کرتا ہے تو وہ اپنا منہ زبان دانت وغیرہ صاف کرتے وقت ان زہریلے اور گندے مادوں کو جسم سے دور کرتا ہے۔ اسی طرح منہ دانت اور زبان کی صفائی سے معدہ کی صفائی میں مدد ملتی ہے۔ بھوک کھل کر لگتی ہے غذا صحیح طریقے سے ہضم ہو کر جسم کی نشو و نما میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

ورم جگر اور طحال کے مریضوں کے لیے روزہ ایک کامیاب ترین علاج ہے۔ صرف ورم جگر اور ورم طحال کے مریضوں کو ہی روزے سے فائدہ نہیں پہنچتا، بلکہ سوء القنیہ اور استسقاء کے لیے روزہ ایک قدرتی اور بالکل مفت کا علاج ہے۔ ثقیل دیر ہضم، مرغن مصالحہ دار غذائیں کھاتے رہنے اور مسلسل بد پرہیزی کرتے رہنے سے حفظان صحت کے اصولوں و اسباب ستہ ضروریہ کا خیال نہ رکھنے سے غیر طبعی خلط پیدا ہو کر جگر اور طحال کی خرابی اور سوء القنیہ کا سبب بنتی ہے۔ روزہ رطوبات فاضلہ اور اخلاط غیر طبعیہ تحلیل کر کے جگر اور طحال پر سے ان مادوں کا دباؤ کم کر دیتا ہے اور ان کا ورم تحلیل

کرنے میں مدد دیتا ہے۔

روزہ رکھنے سے پھیپھڑوں میں منجمد خون رقیق ہو کر آسانی سے دورانِ خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ ہوا کی نالیاں صاف ہو جاتی ہیں۔ تنفس کی بے اعتدالی نزلہ، زکام، انفلوئنزا، نمونیہ وغیرہ امراض کو فائدہ پہنچتا ہے۔ روزے کی حالت میں پھیپھڑے فضلات کو بڑی تیزی سے خارج کرتے ہیں۔ معدہ خالی ہونے کی وجہ سے سانس خوب کھل کر اور بڑا آتا ہے۔ جس سے خون اچھی طرح صاف ہونے لگتا ہے۔ اور خون کی صفائی صحت اور تندرستی پر خوشگوار اثر ڈالتی ہے۔

جو لوگ ضرورت سے زیادہ موٹے ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کا پھدا جسم خوبصورت اور سڈول بن جائے اسلامی طریقہ پر روزہ رکھنا آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام کے مصداق ثواب کا ثواب ہے۔ اور موٹاپا کا موثر علاج ہے۔ ماہ رمضان میں پرہیز کے ساتھ روزے رکھے جائیں۔ مرغن ثقیل اور دیر ہضم خوراک کی بھرمار نہ کی جائے، بلکہ مختصر اور سادہ خوراک پر اکتفا کیا جائے۔ تو پانچ پونڈ سے دس پونڈ تک وزن میں کمی ہو سکتی ہے۔

ہر قسم کے منشیات صحت انسانی کے لئے تباہ کن ہیں۔ کسی بھی نشے کے عادی کے لیے عام حالات میں اس نشے سے چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ لیکن ماہ رمضان المبارک کی برکت سے ہر مسلمان ہر قسم کے نشوں اور بری عادتوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ صرف خود اعتمادی پیدا کرنے اور قوت ارادی کو کام میں لانے کی ضرورت ہے۔

حواس خمسہ پر روزے کا اثر حیرت انگیز ہوتا ہے۔ بینائی پہلے سے تیز ہو جاتی ہے۔ سننے اور سونگھنے کی قوتیں تیز ہو جاتی ہیں۔ روزہ رکھنے سے کان کے اندرونی حصہ خون کا انجماد رفع ہو جاتا ہے۔ ہوا کی گزرگاہ وسیع ہو جاتی ہے۔ اس طرح کان کے پردوں پر ہوا کا دباؤ بڑھ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں قوت سماعت بڑھ جاتی ہے۔

بقیہ : مجلس ذکر

کلمہ ہے۔ اور اسی کلمہ کو مزکیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل الذکر فرمایا۔

ذکر و فکر اور یادِ الٰہی جب تک دنیا میں رہے گی قیامت نہ آئے گی اور جونہی یہ اعمال خیر رخصت ہو جائیں گے قیامت آ جائے گی۔ جس سے معلوم ہوا کہ امن و قیامِ عالم کا دار و مدار یادِ الٰہی پر ہے اور جب ایک نفس بھی خدا والا نہ رہے گا تو پھر یہ جہان باقی رہنے کے قابل نہ ہوگا۔ اس لیے اس مشغلہ میں دل لگائیں، دوسروں کو بھی تلقین کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

قاعدہ ہے کہ جب باتوں میں ہار جاتا ہے تو بدزبانی پر اتر آتا ہے اور واہی تباہی اور بکواس کرنے لگتا ہے۔ ان لوگوں میں ابولہب سب سے زیادہ بددماغ تھا۔ ادھر رشتہ میں بھی بڑا تھا۔ لیکن اتنی عقل نہ تھی کہ اپنے بھتیجے کی باتیں سنتا۔ اور ان کی قدر کرتا۔ اس نے غضب ناک ہو کر آپ کی نسبت نامناسب الفاظ استعمال کئے۔ وہی الفاظ بعینہٖ لیکن زیادہ زور کے ساتھ قرآن مجید کے اندر اس کے حق میں نازل ہوئے اور وہ ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ ہو گیا۔ اللہ کے بے شمار بندے رات دن سورۃ اللہب پڑھتے ہیں اور اللہ عزّ و جل کے بنائے ہوئے الفاظ دہراتے ہیں اور اسے قیامت تک کرتے رہیں گے۔

دعائے صحت

بھائی عثمان غنی صاحب واہ کینٹ جو حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے پرانے خادم اور آپ کے افادات طیبات کے مرتب و ناشر ہیں۔ نیز ایک عرصہ تک مجلس ذکر و خطبہ جمعہ مرتب کرتے رہے ہیں ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ واہ ہسپتال میں حال ہی میں ان کے پتہ کا کامیاب آپریشن ہوا اور اب آپ رو بصحت ہیں۔

احباب ان کی مکمل صحت کے لیے شافی مطلق کے حضور گڑگڑا کر دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

روزہ کے احکام و مسائل

مولانا حافظ ریاض احمد اشرفی خطیب جامع مسجد عثمانیہ ۔ سول لائنز ۔ راولپنڈی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ۔ کلمہ شہادت ، نماز ، روزہ ، زکوٰۃ اور حج ۔ روزہ اسلام کی تیسری بنیاد ہے ۔ قمری سال میں ماہ رمضان کو اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کے لئے مقرر فرمایا ہے ۔ قرآن مجید کی رو سے روزہ سے مقصود یہ ہے کہ انسان متقی بن جائے ۔ اس لفظ متقی کی شرح و تفسیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ تبع تابعین ائمہ دین مجتہدین و محدثین اور فقہاء و اولیاء امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات و فرمودات سے کتب دینیہ بھری ہوئی ہیں ۔

روزہ ہر مسلمان بالغ پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت فرض عین ہے ۔ صرف مسافر اور بیمار کو اس کی اجازت ہے کہ وہ مسافرت کے زمانہ کے بعد یا بیمار اپنی علالت کے دور کے بعد تک روزہ موخر کر دے لیکن اس کی قضا نہایت ضروری ہے ۔ اگر قضا روزہ رکھنے کے لئے مسافر یا بیمار کو زمانہ میسر ہو اور وہ اپنے تساہل یا غفلت کے سبب قضا روزہ رکھنے سے پہلے مر گیا تو سخت گنہگار ہے ۔ حتیٰ کہ حائضہ (حیض والی عورت) اپنے ایام حیض کے روزوں کی قضا نہ کرے تو وہ بھی سخت گنہگار ہے ۔ روزوں کی فرضیت کا منکر قطعاً کافر ہے ۔ روزے پورے رمضان کے فرض ہیں جو کل ۲۹ یا ۳۰ دن ہوتے ہیں ایسے لوگ جو روزوں کی تعداد گھٹانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں ان کا بھی اسلام سے کوئی رشتہ اور تعلق نہیں جس طرح مانعین زکوٰۃ کے ساتھ خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کیا تھا بالکل اسی طرح مسلمانوں کے امام اور امیر وقت پر لازم ہے کہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے منکرین اور روزوں کی تعداد میں کمی کی جدوجہد کرنے والوں کو مرتد سمجھتے ہوئے ان سے جہاد کرے اس مسئلے میں مسلمانوں کے مسلمہ مدارس فکر میں سے کسی ایک کا بھی اختلاف منقول نہیں ۔

طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے بالارادہ پرہیز کرنے کو شرعی اصطلاح میں صوم (روزہ) کہا گیا ہے ۔ بدون نیت و ارادے کے شرعی روزہ نہیں بلکہ وہ محض فاقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھے ۔ اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے ۔

ہر عبادت کی جو امقرر ہے ۔ نماز ، زکوٰۃ ، حج ، جہاد اور دیگر عبادات کی جزا و ثواب شریعت نے مقرر کی ہے لیکن روزہ کا ثواب اور اس کی جزا ، اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا ۔ اس کی وجہ ائمہ دین نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ ہر عبادت پر دوسرے انسان کو کسی نہ کسی طرح اطلاع ہو جاتی ہے ۔ لیکن روزہ ایسی عبادت ہے کہ بجز خالق کے کسی کو صحیح اور یقینی خبر نہیں ہوتی ہے ایسے انسانوں کی کمی نہیں جو بظاہر روزہ دار اور بباطن بے روزے کے ہوں اکیلے میں کھانے پینے پر کس کی نگاہ پڑ سکتی ہے ۔ یہ صرف اللہ کی ذات واحد ہے جو سینوں کے اندر کی باتوں سے بھی اسی طرح آگاہ ہے جس طرح ظاہری امور سے واقف ہے ۔

۲۹ شعبان کو اگر ابر ہو اور طلوع صبح صادق تک شرعی معتبر طریقہ سے رمضان کا چاند ہو جانے کی اطلاع بھی نہ آئے تو حکم ہے کہ دوسرے دن آدھا روز گزرنے سے پہلے تک کوئی شئے کھائے نہ پیئے ۔ مبادا آدھے دن سے پہلے پہلے شرعی گواہی سے چاند ہو جانے کی اطلاع مل جائے اور اگر صبح کا ناشتہ یا ویسے ہی کچھ کھا پی لیا ہو تو پھر اس کی قضا رمضان سے بعد کرنا پڑے گی ۔ لیکن اگر آدھے دن تک خبر نہ آئے تو کھانا پینا جائز ہے ۔ آدھے دن سے طلوع صبح صادق اور غروب آفتاب کے کل وقت کا آدھا حصہ مراد ہے ۔ مثلاً صبح صادق ۵ بج کر ۴۱ منٹ پر شروع ہوا اور غروب ۵ بج کر ۱۶ سولہ منٹ پر ہو تو آدھا دن تقریباً گیارہ سوا گیارہ تک ہوا ۔ (ویسے عام حالات میں فرض روزے کی نیت صبح صادق سے قبل کرنی افضل ہے) اس نیت سے ۳۰ شعبان کا روزہ رکھ لینا کہ اگر خبر آگئی تو رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفل تو کہیں نہ جائے گا سخت مکروہ و ممنوع ہے ۔ نیت ارادہ دل کا نام ہے ۔ نیت کو زبان سے ادا کرنے کا ثبوت حدیث شریف سے نہیں ملتا ۔ فقہاء کرام کے لئے زبان سے الفاظ نیت کہہ دینے کی بھی اجازت دی ہے ۔

روزے کے مستحبات

۱:۔ سحری کھانا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سحری کھاناؤ اس میں برکت ہے۔

۲:۔ سحری آخری وقت میں کھانا۔

۳:۔ افطاری جلدی کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سحری میں تاخیر کرو اور افطاری میں جلدی کرو لیکن سحری کی تاخیر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صبح صادق ہی طلوع ہو جائے اور نہ افطاری میں عجلت کا مفہوم یہ ہے کہ سورج کی ٹکیہ کا کچھ حصہ ابھی باہر ہی ہو بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ سورج کے غروب ہو جانے کے بعد اور صبح کاذب کے باقی رہنے کی بنا پر خواہ مخواہ وہم میں مبتلا نہ ہو۔ آج کل تو اس سلسلہ میں کافی ترقی ہو چکی ہے۔ جدید آلات و وسائل نے بڑے بڑے کٹھن معاملات حل کر کے رکھ دیئے ہیں۔ نقشہ افطار و سحر کو بڑی محنت اور قواعد شرعیہ اور ہیئت کو ملحوظ رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں محتاط وقت دیا گیا ہے۔ اگر گھڑی مغرب پاکستان کے ریڈیو ٹائم سے ملائی جائے اور گھڑی بھی درست وقت دیتی ہو تو انشاء اللہ العزیز ان اوقات میں سر مو تفاوت نہ ہوگا۔

۵:۔ غیبت، حسد، بدزبانی اور لہو و لعب سے بچنا۔

۶:۔ چھوہارے، کھجور یا پانی سے افطار کرنا۔

روزے کے مکروہات

مکروہ سے مراد یہ ہے کہ روزہ ٹوٹتا تو نہیں لیکن شریعت نے اسے پسند بھی نہیں کیا۔ جب شریعت ہی ان امور کو ناپسندیدہ قرار دے تو روزے کے اجر و ثواب میں کمی ہو جانا کوئی امر مستبعد نہیں۔ مکروہات یہ ہیں:۔

۱:۔ کوئلہ چبانا یا منجن، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ سے روزہ کے دوران دانت صاف کرنا (یاد رہے کہ خالی مسواک یا انگلی سے صفائی ممنوع نہیں۔

۲:۔ کسی شے کو چکھنا (صرف اس عورت کو نمک چکھنے کی اجازت ہے جس کا خاوند ظالم اور بدمزاج ہو۔ البتہ حلق تک لے جانے کی اس کو بھی اجازت نہیں۔

۳:۔ استنجے میں زیادہ پاؤں پھیلا کر بیٹھنا اور کلی کرنے اور ناک صاف کرنے میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔

۴:۔ کوئی شے منہ میں خالی ڈالے رکھنا یا چباتے رہنا (پانی سے کلی کرنا اس میں شامل نہیں)

۵:۔ منہ میں تھوک اکٹھا کرتے رہنا اور بعد میں نگلنا۔

۶:۔ غیبت چغلخوری، حسد، بدزبانی اور لہو لعب میں مشغول رہنا۔ (بعض لوگ روزے کو پرچانے کے لئے تاش شطرنج گنجفہ میں مشغول ہوتے ہیں جو سخت ہی قبیح ہے۔ کچھ ایسے بھی ستم ظریف ہیں جن کا مقولہ یہ ہے کہ بہلا میں وقت اچھی طرح گذر جاتا ہے اور روزہ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)

۷:۔ غسل جنابت کو قصداً صبح صادق تک مؤخر کرنا۔

یہ بھی دھیان رہے کہ سرمہ لگانے۔ بدن پر تیل کی مالش کرنے غسل کرنے مسواک کرنے۔ خوشبو لگانے اور سونگھنے خود بخود بلا قصد و ارادہ قے ہو جانے۔ اپنا تھوک نگلنے بھول کر کھانے پینے اور روزہ یاد آتے ہی ہاتھ روک لینے اور حلق سے باہر کا کھانا پینا گرا دینے اور بلا قصد مکھی مچھر وغیرہ حلق سے نیچے اتر جانے سے نہ تو روزہ مکروہ ہوتا ہے اور نہ ہی ٹوٹتا ہے۔

روزے کے مفسدات

روزہ کے توڑنے والی باتوں کی دو قسمیں ہیں۔ بعض باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن صرف ایک روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے۔

بعض ایسی باتیں ہیں جو روزہ کو توڑ بھی دیتی ہیں اور پھر قضا اور کفارہ (ہرجانہ) دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔

۱:۔ اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کے منہ میں زبردستی کوئی چیز ڈال دے اور وہ چیز حلق سے نیچے چلی جائے۔

۲:۔ قے آئے اور قصداً حلق میں لوٹائی جائے۔

۳:۔ قصداً منہ بھر کر قے کرے۔

۴:۔ کنکر، کاغذ، گٹھلی یا مٹی قصداً کھالے۔

۵:۔ روزہ یاد ہو اور کلی کرتے وقت بلا قصد حلق میں پانی چلا جائے۔

۶:۔ دانتوں میں پھنسی ہوئی کسی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ چیز چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔ لیکن اس چیز کو منہ سے باہر نکال کر پھر منہ میں ڈالے۔

۷:۔ کان میں تیل ڈالے۔

۸:۔ ناک یا منہ میں نسوار رکھے۔

۹:۔ دانتوں میں نکلے ہوئے خون کو نگل لے جبکہ تھوک پر خون غالب ہو۔

۱۰:۔ بھولے سے کچھ کھا پی لے اور غلطی سے یہ سمجھ لے کہ اب تو روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھا پی لے۔

۱۱:۔ یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی اور سحری کھالی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی۔

۱۲:۔ رمضان شریف کے دنوں کے سوا اور کسی دن روزہ قصداً توڑ ڈالے۔

۱۳:۔ بادل آندھی یا گرد و غبار کے سبب یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب نہ ہوا تھا۔ یہ سب صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے لیکن روزہ

کا کفارہ واجب نہیں۔ صرف قضا اس ٹوٹے ہوئے روزہ کے بعد میں قضاء روزہ رکھنا پڑے گا۔

اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں روزہ رکھ کر (۱) ایسی چیز جو غذا، دوا یا لذت کے طور پر استعمال کی جاتی ہے قصداً کھا پی لے (۲) روزہ یاد ہو اور صحبت کرے (۳) فصد کھلوائے یا آنکھوں میں سرمہ لگائے اور پھر یہ سمجھ کر اس سے روزہ تو ٹوٹ ہی گیا (حالانکہ فصد کھلوانے اور آنکھ میں سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حتیٰ کہ اگر تھوک میں سرمہ کی رنگت اور اثر بھی نمایاں ہو تب بھی روزہ قائم رہتا ہے ہیں کچھ طبقہ ایسا یقیناً موجود ہے جو ان کو لیکن یہ غلط ہے) قصداً کھا پی لے تو ان سب صورتوں میں قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

رمضان شریف میں اگر کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو بھی اس شخص پر لازم ہے کہ وہ شام تک کھانے پینے سے رکے۔

یاد رہے کہ انجکشن لگوانے سے خواہ انٹرامسکولر ہو یا انٹراوینس روزہ نہیں ٹوٹتا۔

کون روزہ نہ رکھے

۱۔ اگر کوئی شخص مسافر ہو تو حالت سفر میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن اگر سفر میں مشقت اور تکلیف زیادہ نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

۲:۔ ایسا مریض جسے روزہ رکھنے میں مرض میں اضافہ کا اندیشہ ہو یا روزہ کی طاقت اور تحمل نہ ہو۔

۳:۔ بہت بوڑھا ہو۔

۴:۔ عورت حاملہ۔ اگر روزہ کے سبب حمل کو نقصان کا غالب گمان ہو۔

۵:۔ دودھ پلانے والی عورت جبکہ روزہ رکھنے کے سبب بچے کو نقصان پہنچتا ہو۔

۶:۔ کسی پر روزے کے سبب کھانے اور پینے کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر نہ کھائے اور نہ پیئے تو مر جائے گا۔

۷:۔ حیض و نفاس کی حالت (اس حالت میں روزہ ناجائز گناہ ہے)

مریض پر تندرستی کے زمانہ میں، حاملہ کو وضع حمل کے بعد پاک ہو کر مرضعہ (دودھ پلانے والی) پر اور حیض و نفاس والی پر پاکیزگی اور صحیح حالت آنے پر ان روزوں کی قضا لازم ہے۔

روزہ کا فدیہ

ایسا مریض جس کو بظاہر مرض سے شفا پانا ناممکن نظر آئے یا ایسا بوڑھا کہ اس میں روزہ کی طاقت ہی نہ ہو اپنے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے۔ ہر روزے کے بدلے میں پونے دو سیر گندم یا ساڑھے تین سیر جو یا اس کی قیمت یا دو سیر غلہ اتنی قیمت کا غریب و مسکین وغیرہ حاجت مندوں کو دینا جائز ہے لیکن اگر فدیہ کے ادا کر دینے کے بعد طاقت اور تحمل پیدا ہو جائے تو سب روزوں کی قضا فرض ہے۔ البتہ فدیہ کا ثواب عنداللہ الگ مل جائے گا۔

روزہ کا کفارہ

روزہ توڑنے کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ۶۰ دن مسلسل روزے رکھنا یا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اگر کسی سبب سے ساٹھ روزوں میں ایک روزہ بھی چھوٹ جائے تو پھر سے ساٹھ روزے مسلسل رکھنے سے کفارہ ادا ہوتا ہے۔ کفارے کے روزوں میں تسلسل شرط ہے صرف حائضہ کو اس قدرتی مجبوری کے سبب اجازت ہے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ جس دن پاک ہو فوراً آنے والی سحری سے روزہ رکھ لے۔ ورنہ ایک سحری کی تاخیر سے اسے بھی نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے۔ لیکن اس رخصت سے نفاس والی عورت مطلقاً فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اس کے لئے تسلسل مردوں کی طرح لازمی ہے۔

نماز تراویح

یکم رمضان سے شوال کا چاند نظر آنے تک مکمل ایک ماہ نماز عشاء کے بعد متصل اور وتروں سے قبل بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ ان کو دو دو رکعت کی نیت سے پڑھنا اور دو رکعتوں پر سلام پھیرنا۔ ہر چار رکعت بعد آرام سے بیٹھنا اولیٰ و افضل ہے۔ بیس رکعت کے بعد وتر پڑھنا مقررہ ہے۔ تراویح با جماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔ اگر کوئی شخص عذر کے سبب تراویح کو باجماعت ادا نہ کرے تو گنہگار نہیں لیکن اگر کسی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو اس مسجد سے متعلق محلہ اور بستی کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ ماہ رمضان میں وتروں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے لیکن نماز تہجد پڑھنے والوں کو اجازت ہے کہ اگر وہ چاہیں تو تراویح ختم کر کے وتر نہ پڑھیں اور تہجد کے بعد اپنی نماز وتر پوری کریں۔

ہر ترویحہ (چار رکعت) کے بعد کوئی خاص دعا سنت سے ثابت نہیں۔ الگ الگ نفل پڑھنا یا عام ذکر الٰہی جس میں تسبیح۔ تقدیس۔ تہلیل تحمید اور دعائیہ الفاظ ہوں کہے جانے امر مستحسن ہے۔

بعض مساجد میں رمضان اور غیر رمضان کی مخصوص راتوں میں باجماعت نوافل ادا کرنے اور ان نوافل میں قرآن مجید ختم کرنے کا دستور ہے۔ علماء احناف شکر اللہ سعیہم کے فتویٰ کے تحت نوافل کی جماعت جبکہ تین سے زائد مقتدی ہوں مکروہ ہے۔ ہاں دو تین آدمی اگر نوافل میں جماعت کر لیں اور یہ جماعت تداعی (عام بلاوے) کے ساتھ نہ ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ عرف عام میں ایک یا تین دن میں قرآن مجید نماز باجماعت میں ختم کرنے کو شبینہ کہتے

ہیں۔ اس رسم میں بہت سی دوسری کراہتوں کے علاوہ ایک کراہت یہ بھی ہے کہ یہ جماعت تراویح کے علاوہ ہوتی ہے۔ جو مکروہ ہے اور اگر تراویح ہی کی جماعت ہو تو تمام نمازی اس میں شامل نہیں ہوتے جس سے خواہ مخواہ ایک فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ عام طور پر منتظمین تو کھانے پکانے اور حفاظ کی خاطرداری میں لگ جاتے ہیں جس میں مشغولیت کے سبب انکی تراویح بھی رہ جاتی ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ہر شخص ان راتوں میں انفرادی طور پر شب بیداری کرلے تاکہ فتنہ پیدا نہ ہو۔

تنبیہ عام طور پر یہ امر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ تراویح میں نابالغ بچوں اور قاطع ریش یا ڈاڑھی منڈوانے والے حفاظ کو امامت کے لئے کھڑا کر دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ علماء اہل سنت کے متفقہ فتویٰ کی رو سے نابالغ کی نماز چونکہ نفل محض ہے۔ خواہ وہ فرض ادا کرے یا سنت یا واجب اور نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اس لئے بالغ کی سنت مؤکدہ، نفل پڑھنے والے پیش امام کی اقتداء میں سرے سے ہوتی ہی نہیں ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والا اور ڈاڑھی منڈانے والا فاسق مُعلِن ہے اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ ہے اور یہی حال اس کا ہے جو انگریزی فیشن کے بال یعنی بودی رکھے ہو۔ عام طور پر لوگ کلا زری والا اور شہدی لنگی سر پر باندھ کر نماز پڑھاتے ہیں۔ ان کی اقتداء بھی مکروہ تحریمہ ہے۔ زری اور ریشم دونوں کا استعمال مرد کو حرام ہے۔

اعتکاف رمضان شریف کے آخری دس ایام میں بیسویں رمضان کا دن گذار کر عصر اور غروب آفتاب کے درمیان کے وقت سے لیکر شوال کا چاند نظر آنے تک مسجد میں ہی عبادت کی نیت سے رہے اور بلاحاجت ضروری مسجد سے باہر نہ نکلے لیکن مسجد وہ ہو جہاں پانچوں وقت نماز باجماعت ہو (مسجد کا جامع ہونا ضروری نہیں) اس دس روزہ قیام کو اعتکاف کہتے ہیں اور یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اعتکاف کی حالت میں نیک اور عمدہ باتیں کرنا۔ قرآن شریف۔ تسبیحات۔ درود شریف اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ وعظ و نصیحت کی باتیں کرنا اور جامع مسجد میں اعتکاف کرنا مستحب ہے۔ اعتکاف میں بالکل خاموش رہنا اور اسے عبادت سمجھنا، مسجد میں خرید و فروخت کرنا جبکہ سامان تجارت مسجد میں ہو اور لڑائی جھگڑا یا بیہودہ اور لغو باتیں کرنا مکروہ ہے۔ مسجد سے بلاعذر قصداً یا سہواً باہر نکلنا، ایام اعتکاف میں صحبت کرنا کسی عذر کے سبب مسجد سے باہر جانا لیکن ضرورت سے زیادہ وقت لگانا بیماری یا خوف کے سبب مسجد سے نکلنا۔ یہ سب صورتیں ہیں جن کے سبب اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

لیلۃ القدر رمضان المبارک کا مہینہ نہایت بابرکت ہے۔ اس میں اور لیلۃ القدر (سورۂ قدر) اللہ رب العزۃ نے رکھا۔ قرآن مجید نازل کیا گیا۔ سورۂ بقر کا ستائیسواں رکوع اس پر شاہد ہے۔ رمضان تمام مہینوں سے افضل ہے اس مہینہ کی نیکی دوسرے ایام کے فرائض ادا کر دینے کے برابر درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں ستر گنا اور بعض میں بے حد و حساب اجر بھی مروی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتے ہی پروردگار عالم اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اور جس پر اسکی نظر رحمت پڑ جائے اسکو کبھی عذاب نہیں دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ رمضان میں روزانہ دس لاکھ گناہگاروں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ (اس حساب سے پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے ہر سال آزادی مل جاتی ہے) اور جب مسلمان عید الفطر کی صبح نماز عید کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ جو مزدور اپنی مزدوری پوری کرلے اس کا صلہ کیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس کا صلہ یہ ہے کہ اس کی مزدوری دے دی جائے اس پر حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہنا "میں نے ان تمام کو بخش دیا"۔ اس روایت کو حافظ الحدیث علامہ منذری نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب میں اصبہانی سے نقل کیا ہے۔

رمضان کے مہینہ میں کثرت سے استغفار۔ تسبیحات، درود شریف، ذکر الٰہی اور قرآن مجید میں مصروف رہنا چاہیئے۔ دنیا کے کم سے کم اور نہایت ضروری کام میں مصروف رہنا امر مجبوری ہے انشاء اللہ العزیز دنیوی کام بھی دینی مصروفیات میں شمار ہوگا بشرطیکہ اس میں لہو و لعب اور منکرات شرعیہ شامل نہ ہوں۔

اس ماہ میں ایک خاص رات ہے جس میں عبادت ایسی ہے گویا ایک ہزار ماہ مسلسل عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ اسی رات کو قرآن مجید نازل کیا گیا۔ اس کا نام لیلۃ المبارکہ" (سورۂ دخان) ہے۔ (اگلے صفحہ پر)

اس رات کو تمام فیصلے نافذ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی تعیین میں اختلاف ہے۔ حدیث کی کتابوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ زیادہ تر رجحان ۲۷ ویں رات کی طرف ہے۔ لیکن ایک بزرگ نے اپنا تجربہ بھی نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر پہلی رمضان ہفتہ۔ اتوار یا بدھ، پیر۔ منگل یا جمعہ، جمعرات کو ہو تو لیلۃ القدر ۲۳ - ۲۹ - ۲۱ - ۲۷ - ۲۵ کو ہوگی۔ یاد رہے کہ ان تمام دنوں سے مراد ان کی راتیں ہیں۔ ہفتہ سے مراد جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب ہے۔ اسلام میں رات کے بعد دن کا شمار ہے۔ اس رات کی تعیین اس لئے نہیں کی گئی کہ لوگوں میں ذوق و شوق بڑھے اور مصروف عبادت رہیں اس رات میں جبریل امین فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور مومن کے لیے جو یادِ حق میں مصروف ہو دعا کرتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی رات ہے۔

افطار

جب روزہ افطار کرے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (اے اللہ تیرے لیے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق سے روزہ کھولا ہے) افطاری سے کھانا یا افطاری کا سامان سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کا ثبوت شریعت میں کہیں نہیں ہے۔ یہ خواہ مخواہ کی زیادتی ہے۔ عبادات اور سنن اسلام میں اس طرح کے اضافہ قطعًا ناپسندیدہ ہیں۔

فطرانہ

ہر ایسے مسلمان پر جو صاحب نصاب ہو (یعنی اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو) یا ایسا مسلمان جس پر زکوٰۃ کا ادا کرنا تو فرض نہیں لیکن حاجت اصلی سے زائد اتنا سامان ہے کہ اگر اس کی قیمت لگائی جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جائے خواہ وہ مال تجارت ہو یا مال غیر تجارت اور خواہ اس مال پر سال گذر چکا ہو یا نہ۔ ایسے شخص پر عید الفطر کے روز پونے دو سیر فی کس کے حساب سے گندم یا ساڑھے تین سیر فی کس کے حساب سے جو یا ان کی قیمت مساکین اور حاجت مندوں کو دینا واجب ہے یہ صدقہ فطر صرف اپنی ذات اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے بیوی۔ ماں۔ باپ اور بالغ اولاد کا صدقہ فطر خود ان کے اپنے ذمہ ہے۔

صدقہ فطر کے بارے میں ایک بات نہایت غلط مشہور ہے کہ صدقہ فطر صرف اس پر واجب ہے جو روزہ دار ہو۔ یہ صحیح نہیں بلکہ فطرانہ ہر مسلمان بالغ کے ذمہ ہے۔ خواہ روزے رکھ چکا ہو یا عذر یا بلا عذر نہ رکھ سکا ہو۔

عید کے دن

صبح سویرے اٹھنا۔ شریع کے موافق اپنی آرائش مسواک کرنا۔ غسل کرنا۔ عمدہ کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ نماز کے لیے جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا۔ ایک راستہ سے جانا۔ دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ یہ تمام باتیں مسنون ہیں۔

ترکیب نمازِ عید

نیت :- نیت کرتا ہوں دو رکعت واجب عید الفطر معہ چھ تکبیروں کے اس امام کے پیچھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لیے جائیں۔ پھر حسب دستور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھی جاوے پھر تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری دفعہ ہاتھ باندھ لیں۔ امام صاحب اَلْحَمْدُ پڑھ کر قرآن پڑھیں گے۔ اس کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کیے جائیں گے۔ پھر دوسری رکعت میں اٹھ کر ہاتھ باندھ لیں۔ امام صاحب الحمد اور سورت پڑھیں گے۔ اس کے بعد پہلے کی طرح تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار تکبیر میں ہاتھ چھوڑتے رہیں اور چوتھی تکبیر میں بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں چلے جائیں اور حسب دستور نماز پوری کریں اور اس کے بعد خطبہ سنیں۔ خطبہ کے وقت بول چال حرام ہے۔

روزہ دار کا اجر و ثواب

حضرت سہیل بن سعد اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں (ہر فریضہ ادا کرنے والے کے لیے سات دروازے ہیں لیکن روزہ دار کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے (بخاری و مسلم)

شارح حدیث علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں فرمایا کہ ریان عطشان کی ضد ہے۔ ریان سیراب کو اور عطشان پیاسے کو کہتے ہیں۔ جنت کے اس دروازہ کے پاس ٹھنڈے پانی کی نہریں بہتی ہوں گی اور تازہ پھولوں اور پھلوں کے درخت بھی اسی دروازے میں بکثرت لگے ہوں گے۔ اس دروازہ میں داخل ہوتے ہی روز قیامت کی گرمی اور تپش کی وجہ سے پیاس کی شدت قطعی طور پر زائل ہو جائے گی اور اس کے بعد محض ازالہ پر ہی اکتفا نہ ہوگا بلکہ روزہ داروں کے اس داخلہ کی جگہ کو یہ بہار فضا میں بدل دیا جائے گا۔ یہ تروتازگی اور لطافت عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوگی اس دروازہ سے داخل ہر روزہ دار کے لیے ہے خواہ وہ صرف ماہِ رمضان کا روزہ دار ہو یا اس کے ساتھ نفلی روزے بھی رکھتا ہو۔

(باقی آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ٢٠٢٠	The Weekly "KHUDDAMUDDIN" LAHORE (PAKISTAN)	ٹیلیفون نمبر ٦٠٥٢٥

منظور شدہ محکمہ تعلیم (١) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ٢٢٣١-٢٢٣٦ T.B.C مورخہ ... (٢) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DDS-٢٨٧٦/٩/٢٩ مورخہ ١٢ اگست ١٩٦٢ء (٣) راولپنڈی ریجن بذریعہ چٹھی نمبر G.M/٢٣-١٥٢١ مورخہ ... ١٩٦٢ء

بقیہ : اداریہ

لے گا تو آپ یہ کہہ کر نہیں بچ سکیں گے کہ ہم نے محدود اجتماعات میں احتجاج کر کے اپنا فرض ادا کر دیا تھا ! فرض ادا کرنا ہو تو وقت کی رفتار کو پہچانو اور سینہ سپر ہو کر میدان میں آ جاؤ۔

خدام الدین کے نظام شریعت نمبر سے پہلے

ایک اور

خاص ایڈیشن

٢٦ ستمبر ١٩٦٩ء کو شائع کیا جا رہا ہے

جس میں

امام الاولیاء امیر العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا

احمد علی صاحب لاہوری

قدس اللہ سرہ العزیز

کا تذکرہ ہوگا

بعض منتخب مضامین شامل اشاعت ہوں گے

● ضخامت معمول سے دوچند !
● اپنا پرچہ ابھی سے مختص کروا لیں۔
● ایجنٹ حضرات مطلوبہ تعداد سے فوراً آگاہ کریں

اشتہارات کے لیے سنہری موقع !

نوٹ : نظام شریعت نمبر کی تیاری میں ادارہ ہمہ تن مصروف ہے۔ انشاء اللہ یہ نمبر بروقت آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ ہم آپ کے مخلصانہ تعاون کے متمنی ہیں۔ جس کی صورتیں یہ ہیں :

● مضامین بھجوائیں ● مزید خریدار مہیا کرائیں اور
● اشتہارات حاصل کریں۔

(ادارہ)